مختصر یہ کہ زیرِ نظر کتاب فنِ سیر و مغازی کا ایک پورا نقشہ ہمارے سامنے لاتی ہے اور اس کے حوالے سے بنیادی اور اہم معلومات فراہم ہوگئی ہیں۔

نام کتاب: سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے آئینے میں

مصنف: ڈاکٹر عبدالغفور راشد

ناشر: نشریات۔ لاہور

صفحات: ۳۶۰

قیمت: ۲۰۰ روپے

تبصرہ نگار: ڈاکٹر نثار احمد۔ کراچی

زیرِ نظر کتاب بالکل تازہ بہ تازہ ہے۔ خوب صورت ٹائٹل، عمدہ گیٹ اپ اور دیدہ زیب طباعت سے آراستہ، درمیانی ضخامت اور مناسب قیمت کے ساتھ منظرِ عام پر آئی ہے اور ایک ایسے موضوع پر ہے جو اُمت کے نزدیک انتہائی پسندیدہ ہے۔ اُمید ہے علمی حلقوں میں بھی اسے پسند کیا جائے گا۔

کتاب کا موضوع ''سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے آئینے میں'' بہت مبارک، قدرے نازک مگر اہم ہے، البتہ نیا نہیں ہے۔ اُردو میں ہی اس پر کم از کم نصف صدی سے کتابوں اور مقالات کی شکل میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ یہاں تفصیل کا تو موقع نہیں ہے مگر قابلِ ذکر تحریروں میں غلام احمد پرویز کی معراجِ انسانیت (یعنی سیرتِ صاحب قرآن، خود قرآن کے آئینے میں)، مولانا عبدالماجد دریابادی کی سیرتِ رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں، عبدالعزیز عرفی صاحب کی جمالِ مصطفیٰ ﷺ، مفتی انتظام اللہ شہابی و رضوان اللہ کی سیرت الرسول ﷺ من القرآن الکریم، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ مرحوم کا مقالہ ہمہ قرآن در شانِ محمد ﷺ (مطبوعہ نقوش لاہور، رسول نمبر شمارہ ۱۳۰، دسمبر ۱۸۹۲ء)'' وغیرہ۔ نیز ہندوستان سے ڈاکٹر رفیق زکریا کی کتاب کا اُردو ترجمہ محمد ﷺ اور قرآن (جو اگرچہ شاتمِ رسول سلمان رشدی کی دل آزار کتاب کے جواب میں لکھی گئی تھی لیکن موضوعِ زیرِ بحث پر مواد سے مالا مال ہے)۔ مصنف کتاب ہٰذا نے بھی مقدمے میں لکھا ہے کہ ''اس عنوانِ جلیل پر ہر دور میں ہر زندہ زبان میں کام ہوا ہے''۔ (ص ۱۶) موصوف کی یہ کتاب مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری بطور ایک محدث'' پر پی ایچ ڈی کرنے کے بعد پروفیسر خالد محمود کی ترغیب و تحریک پر معرضِ تحریر میں آئی۔ اور آنجناب نے اسے پورے

خلوص وانہماک سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

مصنف کتاب ڈاکٹر عبدالغفور صاحب نے اپنی کتاب کو عام ڈگر اور روایتی طریقے کے مطابق ابواب وفصول میں تقسیم نہیں کیا بلکہ نیا انداز اختیار کرتے ہوئے ۱۵ بڑے عنوانات قائم کئے ہیں اور پھر اُن کے ذیلی عنوانات اور تفصیل لکھی ہے۔ مرکزی عنوانات یہ ہیں: ۱۔ بعثتِ رسول ﷺ سے قبل ادیان و مذاہب ۲۔ کتب سماویہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشین گوئیاں ۳۔ اسمائے رسولِ کریم ﷺ ۴۔ رسالت وبشریت ۵۔ اہداف رسالت ۶۔ امتیازاتِ رسول ﷺ ۷۔ واقعۂ معراج ۸۔ ہجرتِ مدینہ ۹۔ غزواتِ رسول ﷺ ۱۰۔ یہود ونصاریٰ سے دوستی ۱۱۔ واقعۂ افک ۱۲۔ معجزات ۱۳۔ ازدواجی زندگی ۱۴۔ خطبۂ حجۃ الوداع، عالمگیر منشورِ انسانیت ۱۵۔ حیاتِ طیبہ ﷺ کا آخری دن۔ بعض عنوانات مفصل لکھے گئے ہیں۔ مثلاً غزوات وسرایا کا عنوان (ص۹) ص ۵۷' سے ص ۲۹۴ تک پھیلا ہوا ہے، یعنی کتاب کے بڑے حصے پر محیط ہے جبکہ بعض عنوانات مثلاً، یہود ونصاریٰ سے دوستی (۴ صفحات)، واقعۂ افک (۶ صفحات)، معجزات (۸ صفحات) اور عالمگیر چارٹر (محض چار صفحات پر یعنی) صرف چند صفحات تک محدود رہیں۔ کیا خوب ہوتا اگر ایک عنوان آغازِ وحی ورسالت (غارِ حرا) بھی شامل کرلیا جاتا۔

موضوع کتاب کا تقاضا تھا کہ تمام تفصیل اور حوالے قرآنِ کریم سے ہی مستنبط ہوتے مگر ایسا نہیں ہوسکا۔ تاریخ، تفسیر، حدیث اور دیگر کتب کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں لیکن (نامعلوم وجوہ سے) اکثر یہ اہتمام نہیں ہوتا گیا کہ حوالے مکمل ہوں۔ قرآن کی تعبیر، تشریح اور تفہیم کے لئے احادیث کا حوالہ ناگزیر ہے، مگر یہ بہت کم ہیں کل ۱۶ حوالے۔ بخاری (۴)، صحیح مسلم (۴)، ریاض الصالحین (۱) جامع ترمذی (۱)، مسند احمد (۱) مشکوٰۃ (۳) آئے ہیں۔ دیگر کتابوں میں سے ابنِ ہشام (۱۸) یعنی سب سے زیادہ، پھر زاد المعاد (۹)، الرحیق المختوم (۴)، تفسیر کبیر (۲)، الفتح الربانی (۲)، نفس المصدر (۱)، احسن الکلام (۱)، رحمۃ اللعالمین (۶)، تفسیر ابن کثیر (۲)، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ (۱)، بائبل وغیرہ کی عبارتیں رحمۃ اللعالمین سے ماخوذ ہیں، حضرت حسانؓ کا شعر (ص ۱۱۵) بلاحوالہ، القاموس المحیط (۱) اور سیرۃ النبی ﷺ شبلیؒ کے (۲) دیئے گئے ہیں۔ پوری کتاب (۳۵۹ صفحات) میں مکررات کو شامل کرکے کل قرآنی حوالے ۲۶۵ پائے جاتے ہیں۔

کتاب کے بعض موضوعات میں کئی پہلوؤں سے تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً، پہلا عنوان ''بعثتِ رسول ﷺ سے قبل ادیان ومذاہب'' کل ساڑھے ۱۱ صفحات پر مشتمل ہے، جائزہ عالمی سطح پر نہیں

بلکہ حجاز و عرب کی سطح پر ہے۔ لکھا ہے ''تاریخ عالم میں بہت سے مذاہب کا ذکر ملتا ہے لیکن اہلِ حجاز میں بت پرستی، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور الحاد پرستی اپنے عروج پر تھی، ص ۱۹۔ قرآن کے مطابق منکرین بعث و معاد منکرینِ بعث جسمانی، منکرین انبیائے کرام، فرشتوں کے پرستار، جنات کے پجاریوں کا ذکر نہیں آسکا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے، نقشِ سیرت، ص ۱۸۴ تا ۱۸۷) بت پرستی کی تفصیل اور بتوں کی نذریں (ص ۲۲) لیکن شرک اور شرک کی صورتیں بیان نہیں کی گئیں جن کی تفصیل سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ آگے حنیفیت کا عنوان (ص ۲۹) قائم کیا ہے لیکن حنیف، حنفاء، حنفیت کی تشریح نہیں۔ یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ حنیف تھے یا مشرک؟۔ نصرانیت و یہودیت پر کل ۱۹ سطریں لکھی گئی ہیں جن میں صرف ۳ قرآنی حوالے ہیں (ص ۲۷) فاضل مصنف حجاز و عرب میں فرق کے قائل نہیں معلوم ہوتے۔ لکھا ہے ''عمرو بن لحی کو بت پرستی کا بانی کہا جاتا ہے۔ یہ تقریباً ۵۰۰ قبل مسیح کی بات ہے'' (ص ۲۲) یہ تو زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ہے۔ عمرو بن لحی بنو خزاعہ کا ایک سردار اور کعبے کا بڑا پروہت تھا، عمرو اور کنانہ دونوں الیاس بن مضر کے پڑپوتے تھے۔ دونوں کا زمانہ ایک ہے۔ کنانہ کا زمانہ ۲۵۰ء ہے اس لئے (اندازاً) یہی زمانہ عمرو بن لحی کا ہوگا۔ لیکن اسے بت پرستی کا (عرب میں/ مکہ میں) بانی کہنا درست نہیں، عرب کی اقوام میں بائدہ، عاد و ثمود، جرھم، لحیان، طسم، جدیس کا وجود ۲ ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوا، ان اقوام کا مذہب بت پرستی تھا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، نقشِ سیرت، ۸۹، ۵۸)

کتاب کا تیسرا بڑا عنوان ''اسمائے رسولِ کریم ﷺ'' ہے جس کے پہلے جملے میں ہے کہ ''قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں میں کثرت سے ذکر ہوئے ہیں۔ مگر جو قرآن میں بیان کئے گئے وہ ۲۹ ہیں'' (ص ۴۱) لیکن کتاب میں بالفعل ۲۱ کو الگ الگ شمار کیا گیا ہے اور ۳ کو ایک ہی (ص ۶۰) جگہ (اختلاف کے ساتھ) بیان کیا ہے۔ ان سب کو ملا کر بھی کل شمار ۲۴ ہوتا ہے یعنی ۱۵ اسمائے مبارک کی کسر رہ گئی ہے، قرآن سے نام اخذ کرنے میں کیا رعایت رکھی ہے یہ نہیں بتایا گیا۔ مثلاً عبداللہ (ص ۴۳) اور عبدہٗ (ص ۵۷) کیا ہیں۔ اسمِ ذاتی، صفاتی، اضافی، استنباطی؟ پر خاتم النبیین ﷺ کو اسماء میں بھی شامل کیا ہے (ص ۵۴) اور امتیازاتِ رسول ﷺ میں بھی (ص ۱۱۸)۔ مصنفِ کتاب نے صحیح بخاری مناقب کی جو حدیث (ص ۴۳ پر) خود نقل کی ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پانچ نام خود ارشاد فرمائے ہیں۔ اسی قول کے مطابق آپ کے اسمائے مبارک محمد، احمد، ماحی، حاشر، عاقب کو شامل کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ قرآن تو خود قولِ رسول ﷺ کی بنیاد پر ہی بہ تواتر منقول ہے۔ اُمت میں آنحضور صلی